گالی گلوچ کا رویہ اور اس کا تدارک سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

The behavior of abusive language and its remedy in the light of Sirat Tayyaba (PBUH)

Dr. Muhammad Saeed Tayyab
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages (NUML), Islamabad:
muhammadsaeed@numl.edu.pk

Dr. Adnan Shahzad
Lecturer Islamic Studies, NUML Rawalpindi:
adnan.shahzad@numl.edu.pk

Dr. Saeed Ahmed La'al Badsha
Lecturer, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages (NUML), Islamabad:
saeed.ahmad@numl.edu.pk

Abstract:

Abusing is a socially undesirable behavior that has not been considered acceptable in any society or religion and its addicts are considered psychopaths. Swearing is a language that irritates society, which includes cursing, extremely insulting words and words that violate the sanctity of relations. Harassing someone's heart, leading to quarrels or causing social disturbance, falls under the category of abusive language. If we talk about the causes of abuse, the first reason is the lack of moral education and training. Lack of basic resources and unequal distribution of material causes poverty in language. Similarly, the excessive use of the Internet and social media by the young generation paralyzes them in their choice of words along with mental stress. The high values like human compassion, forgiveness, kindness, gratitude, patience, tolerance and mutual love disappear from the

society in which the language is corrupted. As a result, one person begins to sow the seeds of hatred instead of love for another person. Keeping all these facts in front, the Prophet of Islam (PBUH) has not only discouraged the behavior of abusive language but has imposed restrictions on every way and medium that results in the form of abusive language. In the article under discussion, where the causes of the increasing trend of abusive language in society will be summarized, there will be a research review of Islamic teachings in the light of Sirat e Tayyaba and Prophetic Hadith regarding ending this trend.

Keywords: *Religion, Sirat e Tayyaba, Society, Abusive Language, Tolerance*

گالی گلوچ بد تمیزی پر مشتمل ایسی غیر اخلاقی زبان ہے جسے صدمے، حیرت، خوشی، مذاق یا جارحیت کے وقت کسی دوسرے شخص کو ذلیل اور بے عزت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ثقافتی معاملہ ہے جس کا ادارک کسی مخصوص سماج، لسانی گروہ، معاشرے، ملک یا مذہب کے اندر ہی ہوتا ہے۔ اردو لغات میں سے گالی گلوچ کے معنی اگر دیکھے جائیں تو شان الحق حقی "فرہنگِ تلفظ" میں انہیں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"گالی۔ گندے بول جو کسی کو ذلیل کرنے یا اُس پر غصہ اُتارنے کے لیے بولے جائیں۔ دشنام، بدکلامی، گالی گلوچ۔ متواتر ایک دوسرے کو گالیاں دینا؛ گالی گفتار بدکلامی۔[1]"

گالی کا تعلق بہت حد تک اس بات سے ہوتا ہے کہ کسی خاص ثقافت میں کونسی باتیں منع ہیں۔ بعض ثقافتوں میں جسم کے اعضا کے ذکر سے جذبات مجروح ہوتے ہیں، بعض جگہ جانوروں کے نام سے، بعض جگہ بیماریوں کے ذکر سے اور بعض کا تعلق کسی جسمانی فعل سے ہوتا ہے۔

---

[1] ۔شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ، ادارہ فروغِ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۷، ص ۵۸۳۔ ۵۸۲

گالی کیا ہے ؟ غصہ کی حالت میں یا بغیر غصہ کے کسی کو کوئی ایسی نامناسب بات کہہ دینا، جس کو تقریباً سب لوگ پسند نہیں کرتے۔ مثلاً کسی کو براہ راست برے قول یا فعل کی طرف منسوب کرنا یا کسی کے متعلقین میں سے کسی کے بارے میں غلط بات کہہ دینا۔ مثلاً کسی کے ماں باپ یا بیوی کو برا بھلا کہنا۔ عام طور پر حیوانات کے نام کے ساتھ گالیاں ایجاد ہوئی ہیں، مثلاً کتا، گدھا، بیل اور گیدڑ وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض انسانوں کی اندر کی صفات مسخ ہو جاتی ہیں، صحیح انسانی صفات اور اخلاق کی بجائے ان میں حیوانی صفات پرورش پا لیتی ہیں۔ یعنی اس کے اندر درندگی اور زہریلا پن پیدا ہو جاتا ہے، پھر معاشرے میں جو کردار ادا کرتا ہے، اس میں درندگی اور زہریلا پن ہوتا ہے، بظاہر انسان ہوتا ہے، اندر سے سانپ بچھو یا کوئی درندہ ہوتا ہے۔ اگر اندر سے اس بگڑے ہوئے انسان کو برا بھلا کہا جائے تو یہ بھی برداشت نہیں کرتا۔ حیوانات میں ہر نوع کی فطری اور نوعی اوصاف اور صفات ہوتی ہیں، کسی حیوان کی نوعی صفات میں سے کسی انسان کے لیے کوئی صفت ثابت کرنا یا اس کے ساتھ پکارنا گالی بن جاتا ہے۔ زبان کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا جائے تو اس سے نکلنے والی بدکلامی صرف سامنے والوں کے لیے ہی نہیں بلکہ اس متکلم کے لیے بھی دنیا و آخرت کا وبال ثابت ہو گی۔ فحش گوئی کے حوالے عبد اللہ ناصر مدنی اپنی کتاب ''گالی گلوچ اور بدزبانی'' میں لکھتے ہیں:

''الفحش۔ ہر اس قول و فعل کو کہتے ہیں جو قباحت میں حد سے بڑھا ہوا ہو۔ الفاحشُ۔ اسے کہتے ہیں جو زبان کو نازیبا باتوں کے لیے بے لگام کر دے۔ المنفحشُ۔ اسے کہتے ہیں جو نہایت تکلف اور کثرت سے فحش باتیں کرے۔''[2]

انسان جب زبان کے معاملے میں احتیاط برتنا چھوڑ دیتا ہے تو یہیں سے سماج سے اس کے تعلق کے مراتب و مدارج کے بگڑنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ہر انسان ایک سماجی حیوان ہے اور سماج سے جسم کے اعضاء کی طرح پیوست ہوتا ہے اور یہی زبان ہی ہے جو جسم اور جسم کے باقی اعضاء سے اس کے تعلق کو بناتی اور بگاڑتی ہے۔

---

[2] -عبد اللہ ناصر مدنی، گالی گلوچ اور بدزبانی، سعد اکادمی، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۱

گالی گلوچ کا رویہ اور اس کا تدارک سیرت طیبہ کی روشنی میں

ہم ''سماجی نفسیات''(Social Psychology) میں اسی مختلف سماجی حالات میں مختلف سماجی رویوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یعنی ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک انسان مختلف لوگوں کا اثر کس طرح قبول کرتا ہے یا یہ کہ وہ کس طرح اپنے ارد گرد کے لوگوں پہ اثر انداز ہوتا ہے؟ اسی طرح یہ کہ مختلف سماجی حالات میں وہ کس طرح عمل کرتا ہے اور وہ اس طرح عمل کیوں کرتا ہے؟ اسی طرح یہ کہ لوگ مختلف تنظیموں اور جماعتوں سے تعلق کیوں قائم کرتے ہیں اور پھر یہ کہ یہ تعلق ان پہ کس طرح سے اثر انداز ہو سکتا ہے؟

گالی گلوچ معاشرہ کے لیے ایک بڑی خطرناک برائی ہے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی معمولی، ناگوار کاموں کی وجہ سے گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں۔ گالی دینا ان کی بری عادت ہوتی ہے اور اسی عادت میں اتنی دور تک چلے جاتے ہیں کہ بعض اوقات انتہائی فحش گالیاں ان کی زبان سے سے نکلتی ہیں، لیکن ان کو احساس تک نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عادت والا کام بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ ایسے لوگوں سے صادر ہوتا ہے، اس کے لیے کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ گالیاں ایسے لوگ اس لیے دیتے ہیں کہ اپنی انا کی تسکین کے ساتھ اپنے خیال میں دوسرے لوگوں کی مرمت اور علاج بھی اس گالی میں سمجھتے ہیں۔ اگر گالی دینے والے کو جواب نہ ملے تو گالی دینے والا اس کو اپنی برتری سمجھتا ہے اور اس کے نفس اور انا کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ دوسروں کو گالیاں ان کو تکلیف اور ایذا پہنچانے کے لیے دیتے ہیں۔

بعض لوگ دوسروں کو ایذا کی خاطر گالیاں تو نہیں دیتے، لیکن ان کی عادت کچھ ایسی بن گئی ہوتی ہے کہ گو یا گالی ان کی غذا ہے، بات بات میں اور عام گپ شپ میں ہر ایک کو گالی دے کر پکارتے ہیں، یہ بھی بری عادت ہے۔ کیوں کہ اسلامی تعلیمات کا تعلق تو خوش اخلاقی کے ساتھ ہے۔ خوش اخلاقی کے کام تو بہت ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان با اخلاق اور خوش اخلاق ہے، لیکن خوش اخلاقی کا سب سے بڑا تعلق منھ، زبان اور گفتگو کے ساتھ ہے۔ انسان اپنی زبان کھولتا ہے تو فوراً دوسروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ خوش اخلاق ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کے بارے میں پتہ نہیں چلتا کہ منھ پھٹ ہے یا نہیں؟ جب کبھی کوئی موقع بن جائے تو اس وقت پتہ چلتا ہے، مثلاً کسی بات پر غصہ آیا تو پھر گفتگو سے پتہ چلتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ منھ اور زبان کو کنٹرول میں رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہر حالت میں حق اور سچ بات نکلتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء اور خواص کو بھی اپنی زبان کنٹرول میں کرنی چاہیے، کبھی انسان مغلوب الحال ہو جاتا ہے، لیکن عقل اور ہوش باقی ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی کوئی اپنے سے کم تر پر غصہ کی حالت میں اس کو برا بھلا کہتا ہے اگر اسی حالت میں غصہ کرنے والے کے سامنے اس سے کوئی بڑا علم و فضل والا یا عہدے والا آجائے تو فوراً اس کا غصہ کافور ہو جاتا ہے، معلوم ہوا کہ عقل ہوشیار ہے۔ تمام آفات کا تعلق زبان کے ساتھ ہے۔ بڑے بڑے جرائم کی ابتدا زبانی تکرار اور معمولی گالی گلوچ سے ہوتی ہے۔ گالی گلوچ زبانی یا قلمی لغزشوں کی صورت میں جب نمو پذیر ہوتی ہیں تو ان کے پیچھے بھی کچھ نہ کچھ اسباب ہوتے ہیں ڈاکٹر نعیم احمد اپنی کتاب "سگمنڈ فرائڈ" میں لکھتے ہیں:

"خوابوں کی طرح تحریر و تقریر کی غلطیاں اور لغزشیں بھی لاشعور کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم لکھنا کچھ چاہتے ہیں لکھ کچھ جاتے ہیں۔ یا کہنا کچھ چاہتے ہیں اور کہہ کچھ جاتے ہیں۔ یہ زبان و قلم کی غلطیاں بظاہر اتفاقی نظر آتی ہیں، لیکن ان کے پیچھے پوشیدہ اسباب و محرکات ہوتے ہیں۔ سائنسی طرزِ فکر میں اتفاقات وحادثات کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ سائنس دان ہر واقعہ کے اسباب و علل ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ روزمرہ کی زندگی میں سرزد ہونے والی غلطیاں اور لغزشیں گہرے مطالب و مفاہیم کی حامل ہوتی ہیں"۔[3]

گالی گلوچ کے اسباب:

گالی گلوچ کے بہت سے اسباب ہیں جن سب کو اس مضمون میں تفصیلاً زیر بحث لانا مقصود نہیں ہے اس لیے یہاں پر چند ایک اسباب کا مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے:

اخلاقی تعلیم سے دوری:

گالی گلوچ کے اسباب میں سے پہلا سبب مذہبی قوانین سے منہ موڑنا اور اخلاقی تعلیم سے دوری اختیار کرنا ہے۔ کوئی بھی آسمانی مذہب ایک ایسا دائرہ ہے جس میں بندہ داخل ہو کر اپنے اختیارات کو محدود و مقید سمجھتا ہے اور اجتماعی

---

[3] ۔ نعیم احمد، ڈاکٹر، سگمنڈ فرائڈ نظریہ تحلیلِ نفسی، نیو کیمپس یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، ۱۹۹۴ء ص ۶۶

ضرورت واہمیت کو انفرادی ضرورت واہمیت پر ترجیح دیتا ہے۔ مذہبی حدود و قیود کی بات کریں تو اس میں انسان سر سے پاؤں تک مقید ہوتا ہے۔ جس انسان کی تربیت جس قدر کمزور ہو گی وہ اس قدر ہی ان حدود قیود سے تجاوز کرنے کی کوشش کرے گا۔ اخلاقی تربیت کے حوالے سے ڈاکٹر زاہد منیر عامر اپنی کتاب ''آئینہ کردار'' میں لکھتے ہیں:

''اخلاق بلاشبہ افادی پہلو رکھتا ہے لیکن اس کا تعلق محض خارج سے نہیں ہے اخلاق دراصل جذبات واحساسات کے تسویے اور تطہیر کا نام ہے۔ اور خود انسان کے اندر اتنے متخالف و متضاد جذبات و احساسات موجود ہوتے ہیں کہ اگر ان کی تطہیر نہ کی جائے تو انسان کی اپنی ذات ہی جنگ و جدل کا شکار ہو جائے اور انسان زندگی کے مطالبات کو پورے کرنے کے قابل نہ رہ سکے گویا اخلاق محض خارجی ضرورت نہیں بلکہ ذات کی وحدت وبقا اور اس کی متوازن نشوونما کے لیے بھی اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے۔''[4]

انسان کے جب باطن اور خارج میں تضاد پیدا ہوتا ہے تو اس کی طبیعت بگاڑ کا شکار ہو جاتی ہے اور اس بگاڑ کے نتیجے میں وہ شخص زبان اور ہاتھ سے دوسروں کے لیے اذیتیں پیدا کرتا ہے۔ ان اذیتوں میں سے زبان سے پیدا ہونے والی ایک اذیت گالی گلوچ کا ناسور ہے جو معاشرتی امن تباہ وبرباد کرتا ہے۔

معاشی ناہمواریاں:

مادیت کے دور میں معاشی ناہمواریاں بھی گالی گلوچ کے اسباب میں سے ایک کلیدی سبب ہے۔ معاشی ناہمواریاں جب حد سے بڑھ جاتی ہیں تو طبقاتی تقسیم کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور یہی تقسیم کم علمی یا جاہلیت کی وجہ سے تقسیم شدہ طبقوں کے درمیان آپسی برتاؤ میں آقا اور غلام کے مراتب کو جنم دیتی ہے۔ سماج کے لوگ آپسی رویوں کے لیے الفاظ کا چناؤ اپنی مادی حیثیت کے بل بوتے پر کرنے لگیں تو اُس سماج میں ''اوے'' اور ''تُو'' جیسے الفاظ جنم لیتے ہیں جو مستقبل میں گالیوں کا روپ دھار لیتے ہیں۔

اپنی ذمہ داریوں سے اغماض برتنا:

---

4 - زاہد منیر عامر، ڈاکٹر، آئینہء کردار، شیخ زید اسلامک سینٹر، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۲۳۔۲۲

سماجی سطح پر دیکھا جائے تو اپنی ذمہ داریوں سے اغماض برتنا بھی گالی گلوچ جیسے بیمار رویوں کا پیش بین ثابت ہوتا ہے۔ جب کسی کے ذمے کوئی کام لگایا جائے اور وہ شخص اس کام سے آنکھ چرائے یا اپنے فرض کو نبھانے میں کوتاہی برتے تو اس سے بھی لہجوں میں زہریلے الفاظ جگہ پاتے ہیں۔ اس کی مثال میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کسی کھیت یا فیکٹری میں کام کرنے والا شخص مسلسل غیر حاضر رہے یا وہاں پر موجود ہوتے ہوئے بھی اپنی ذمہ داری سے جی چرائے تو اس کے رویے سے تنگ آکر صاحب اختیار بعض اوقات نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے۔ مگر بعض اوقات صاحب اختیار طبقہ بغیر کسی وجہ کے زبان کا غلط استعمال کرتا ہے اور کمزور عوام پر فرعون بن کر بیٹھ جاتا ہے، ایسے طبقے کی تفصیل فیض نے اپنی نظم ''ہم دیکھیں گے'' میں بڑی خوبصورتی سے بیان کی ہے۔

''فیض کی شہرہ آفاق تخلیق ''ہم دیکھیں گے تمام انسانیت کا ترانہ'' ہے۔ فیض کو یقین ہے کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب آقا و غلام کی تقسیم اور امیر و غریب کی کشمکش ختم ہو جائے گی۔ معاشی جبر اور معاشرتی استحصال کا قلع قمع ہو جائے گا۔ سب کو زندگی کے اسباب میسر ہوں گے۔ سب کو برابری کا درجہ حاصل ہو گا۔ ہر انسان کی توقیر ہو گی اور ایک وسیع تر معاشرہ وجود میں آئے گا جو امن، عدل اور آزادی کا علمبردار ہو گا۔''[5]

سیاسی و مذہبی گروہ بندی:

سیاسی اور سماجی پارٹیوں سے لگاؤ کی وجہ سے جب گروہ بندی ہوتی ہے تو اس سے بھی نفرتیں، کدورتیں، حسد، بغض اور لہجوں میں بگاڑ جیسی صورت حال سامنے آتی ہے۔ پاکستان کی تحریکِ آزادی کے پس منظر میں لکھا گیا خدیجہ مستور کا ناول ''آنگن'' ایسی صورتِ حال کی عکاسی کے لیے اپنی مثال آپ ہے۔ جس میں ہم دیکھ چکے ہیں مختلف سیاسی پارٹیوں سے لگاؤ کی وجہ سے ایک ہی گھرانے کے افراد آپس میں شدید غم و غصے کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں اور بعض اوقات آپسی رویے گالی گلوچ کی نوبت کو پہنچتے نظر آتے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کی وجہ سے معاشرتی گروہ بندی کی بات کرتے ہوئے ڈاکٹر نعیم احمد سگمنڈ فرائڈ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

[5] ۔صغر اصدف، ڈاکٹر، ہم دیکھیں گے خصوصی تحریر، جنگ اخبار، ۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء،

"فرائڈ سماجی اور سیاسی سطح پر بننے والے گروہوں اور پارٹیوں کے پس پردہ نرگسی مماثلت کاری کے رجحان کو کارفرما دیکھتا ہے۔ایک ہی پارٹی کے دو ارکان کے درمیان ایک قدر مشترک اس پارٹی کی "رکنیت" ہوتی ہے۔کسی مفاد، قدر، دلچسپی یا شے کا اشتراک لوگوں میں باہمی پسندیدگی کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور لوگ دوسروں کی پسند و ناپسند کی جھلک دیکھتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے رقابت، حسد اور مخاصمت کے جذبات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔"[6]

سوشل میڈیا کا بے انتہا استعمال:

سوشل میڈیا کے اس دور میں موبائل فون کا استعمال اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ اسمارٹ فون استعمال کرنا اولین ترجیح بن گئی ہے، جس سے انسان موجود تو کہیں ہوتا ہے لیکن اس کی توجہ کہیں اور ہوتی ہے جبکہ رشتوں کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری ہے کہ جب آپ اپنے اہل خانہ یا اپنے کسی خاص دوست کے ساتھ ہوں تو موبائل پر توجہ دینے کے بجائے ان رشتوں کے ساتھ وقت گزاریں اور انہیں اہمیت دیں۔دوستوں کی صحبت ہو، ایک گھر کا ماحول ہو، کسی فیکٹری کارخانے کی ڈیوٹی ہو یا آفس ہو ان تمام جگہوں پر حد سے زیادہ موبائل فون کا استعمال ایک وبا ہے جس سے نظم وضبط خراب ہوتے ہیں اور پھر اس کے نتیجے میں سخت کلمات کے در وا ہوتے ہیں۔زبان ایک آلہ ہے جس کے غلط استعمال سے رشتوں میں سے خلوص کی رسی کٹ جاتی ہے۔زبان کا غلط استعمال ذاتی منفعت کے لیے کیا جائے، قدر و منزلت کے لیے کیا جائے یا کسی کی غلطی پر کیا جائے اس کا نتیجہ دلی نفرت کی صورت میں سامنے آتا ہے اور جس سے مزید نفرت، کدورت، حسد، بغض اور رشتوں کے ٹوٹنے کے در وا ہوتے ہیں۔

ہر مذہب کی روح انسانیت ہے اور اس انسانیت کا سب سے چھوٹا مرکز رشتہ داری سے ترتیب پایا ہے اور پھر ان جیسے کئی مراکز مل کر پوری انسانیت کا ہیولہ تیار کرتے ہیں۔مگر جب تک اپنے قریبی رشتوں کو لے کر محبت اور اپنائیت کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا تب تک انسانیت کے بلند معیار کو چھونا بھی مشکل ہے۔تمام مذاہب کے مطالعے

---

[6] ۔نعیم احمد، ڈاکٹر، سگمنڈ فرائڈ نظریہ تحلیلِ نفسی، نیو کیمپس یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، ۱۹۹۴ء ص ۹۶

سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بنیادی طور پر تمام مذاہب انسانیت کا درس دینے کے ساتھ ساتھ رشتوں میں محبت اور رواداری کے بھی قائل ہیں۔ مگر آج کل کے دور میں ان مثبت رویوں کا فقدان ہی رشتوں کی کمزوری کی سب سے بڑی وجہ ہے اور اس پر کاری ضرب خود پسندی، احساس برتری اور انا جیسے رویے لگاتے ہیں۔ یہ کسی بھی رشتے کو پنپنے نہیں دیتے اور آپس میں مفاہمت سے روک کر ان دراڑ زدہ رشتوں کو مزید کھوکھلا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ رشتوں میں دراڑ پیدا کرنے والی وجوہات کے حوالے سے تفضیل احمد ضیغم اپنی کتاب "جھگڑے کیوں ہوتے ہیں" میں لکھتے ہیں:

"تنگ نظری یہ ہے کہ صرف اپنی ذات کو سامنے رکھ کر سوچنا، اجتماعی فائدے کی بجائے انفرادی مفادات کو سامنے رکھ لینا یہ تنگ نظری اگر گھر میں ہو تو ساس اور بہو کی لڑائی ہو جائے گی، اگر بھائیوں میں ہو تو رشتوں کا بندھن ڈھیلا پڑ جائے گا اور اگر مذہب کے علمبرداروں میں ہو تو فرقہ بندیاں اور مذہبی ہنگامے جنم لیں گے۔"[7]

رشتوں کو درخت کی شاخوں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ ایک شاخ میں جتنی زیادہ لچک ہو گی اس کے ٹوٹ کر درخت سے جدا ہونے کے امکانات اتنے ہی کم ہوں گے اور جس شاخ میں جس قدر زیادہ اکڑ پن ہو گا اس کے ٹوٹنے کے امکانات اس قدر ہی قوی ہوں گے۔ دوسری طرف یہی ٹوٹی ہوئی شاخ جلنے کے علاوہ اور کسی کام نہیں آتی۔ شاخوں کو درختوں سے جدا کرنے میں طوفان، لکڑہارے اور دراز قد جنگلی جانور جس طرح دشمن کا کردار ادا کرتے ہیں بالکل اسی طرح گالی گلوچ بھی رشتوں کو توڑنے اور کمزور کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بدزبانی ایک ایسا آلہ جو خونی رشتوں کو ہی نہیں کاٹتا بلکہ نسلی، سماجی، قومی اور مذہب جیسے مضبوط رشتوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔ رشتوں کی شاخوں کو ان طوفانوں سے بچانے کے لیے جن حفاظتی اقدامات کی ضرورت ہے ان میں سب سے پہلے دشنام طرازیوں سے اعراض اور رشتوں میں جتنی لچک، رواداری، محبت اور باہمی مفاہمت سے کام لیں گے رشتے اتنے ہی مضبوط اور پائیدار ہوں گے۔

---

7 - تفضیل احمد ضیغم، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۶ ص ۵

گالی گلوچ کے رویہ کا تدارک سیرت طیبہ کی روشنی میں:

گالی دینا زبان سے سرزد ہونے والے ان جرائم میں شامل ہے جنھیں عام طور پر ہلکا سمجھا جاتا ہے، بلکہ بہت سے لوگ تو اسے جرم سمجھتے ہی نہیں۔ جبکہ نبوی تعلیمات کے مطابق ایک صاحب ایمان کی شان کے لائق نہیں کہ اس کی زبان سے گالی جیسے گرے ہوئے کلمات نکلیں۔ وہ ہمیشہ صاف ستھری، اجلی، نکھری اور اعلیٰ کردار و اخلاق کی زبان استعمال کرتا ہے۔ ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گالی سے بالکل مبرا اور پاک تھے، آپ نے اپنی پوری زندگی کبھی بھی کسی کو گالی نہیں دی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جنھیں ایک لمبا عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندئ کردار اور اخلاق عالیہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا، وَلاَ لَعَّانًا، وَلاَ سَبَّابًا))[8]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے، نہ بہت زیادہ لعنت کرنے والے اور نہ ہی گالی گلوچ کرنے والے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، اللہ کی قسم! آپ نے مجھے کبھی چھوٹی سی گالی بھی نہیں دی اور آپ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور آپ نے مجھے کسی ایسے کام کے بارے میں جو میں نے کیا ہو، نہیں کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور نہ کسی ایسے کام کے بارے میں جو میں نے نہ کیا ہو، کہا کہ تو نے اسے کیوں نہیں کیا۔"[9]

[8] - بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن : ٦٠٤٦

[9] - مسند أحمد : ٣ٕ ١٩٨، ح : ١٣٠٤٣ـ مصنف عبد الرزاق : ٩ٕ ٤٤٣، ح : ١٧٩٤٦]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور تعلیمات سے گالی گلوچ کے تدارک اور اس سے اجتناب سے متعلق ملنے والی ہدایات کو اس مقالہ میں پیش کیا جارہا ہے تا کہ ہر شخص کے سامنے واضح ہو جائے کہ گالی گلوچ کا رویہ اختیار کرنا کسی صورت بھی ایک صاحب ایمان اور محب رسول شخص کے شایان نہیں ہے۔

گالی گلوچ کا رویہ اور صاحب ایمان شخص:

ایک مومن شخص کے اخلاق، کردار اور گفتار کے متعلق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلاَ اللَّعَّانِ وَلاَ الْفَاحِشِ وَلاَ الْبَذِيْئِ)) [10]

"مومن بہت طعنے دینے والا، بہت لعنت کرنے والا، فحش گوئی (گالی گلوچ) کرنے والا اور بے ہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔"

عام حالات میں گالی دینا تو دور کی بات ایک صاحب ایمان اور محب رسول شخص تو غصے اور لڑائی کے وقت بھی اپنے پیارے نبی کی بات سامنے رکھتے ہوئے گالی سے اجتناب کرتا ہے کہ غصے اور لڑائی کے وقت گالیاں دینا منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((أَرْبَعُ خِلاَلٍ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاہَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَہَا)) [11]

"چار وصف جس میں ہوں گے وہ خالص منافق ہو گا: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب معاہدہ کرے تو غداری کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے اور جس میں ان اوصاف میں سے کوئی ایک وصف ہو گا اس میں نفاق کا ایک وصف ہو گا، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔"

گالی گلوچ اور فسق:

---

[10] - ترمذي،كتاب البر والصلة، باب اللعنة : ١٩٧٧ـ السلسلة الصحيحة : ١ـ٣١٩، ح : ٣٢٠

[11] - بخاري،كتاب الجزية والمودعة، باب إثم من عاهد ثم غدر : ٣١٧٨ـ مسلم : ٥٨

گالی گلوچ کا رویہ اور اس کا تدارک سیرت طیبہ کی روشنی میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کسی مسلمان کو گالی دینا صریحاً فسق ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُه كُفْرٌ)) [12]

”مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

گالی گلوچ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کا بغض:

جس طرح اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق کے حامل شخص سے محبت کرتا ہے اسی طرح بد اخلاق، بدزبان اور بے ہودہ گو شخص سے شدید نفرت کرتا ہے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا شَيْئٌ أَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْئَ)) [13]

”قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہ ہو گی اور یقیناً اللہ تعالیٰ بدزبان (گالی گلوچ کرنے والے) اور بے ہودہ و گندی باتیں کرنے والے سے بغض رکھتا ہے۔“

گالی سے گریز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت:

سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی بار تشریف لائے تو آپ سے مختلف باتیں کرنے کے بعد عرض کرنے لگے: ”(اے اللہ کے رسول!) مجھے وصیت فرمایئے۔“ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا)) [14]

”کسی کو گالی نہ دینا۔“

---

[12] - بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن : ۶۰۴۴۔ مسلم : ۶۴

[13] - ترمذي،كتاب البر والصلة، باب حسن الخلق : ۲۰۰۲۔ السلسلة الصحيحة : ۸۷۶

[14] - أبو داؤد، كتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار : ۴۰۸۴

راوی حدیث سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس کے بعد کبھی کسی کو گالی نہیں دی، نہ کسی آزاد کو، نہ کسی غلام کو، نہ کسی اونٹ کو اور نہ کسی بکری کو۔

گالی دینے والے کا حسرت آمیز انجام:

گالی دینے والا اپنے عہدے، مال یا حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر دوسرے کو گالی دے رہا ہوتا ہے اور اسے اکثر اوقات اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ گالیاں دے کر وہ اپنی آخرت کا کس قدر نقصان کر رہا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور ساز و سامان نہ ہو۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِيْ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)) [15]

''میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت والے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر اس حال میں آئے گا کہ اس نے (لوگوں میں سے) اس کو گالی دی ہو گی، اس پر تہمت لگائی ہو گی، اس کا مال کھایا ہو گا، اس کا خون بہایا ہو گا، اسے مارا پیٹا ہو گا، تو اس کے (گالی دینے، تہمت لگانے، ناحق مال کھانے، مارنے پیٹنے اور خون بہانے کے عوض اس کے) نیک عملوں میں سے کچھ اس (مظلوم) کو دے دیے جائیں گے اور کچھ اس (مظلوم) کو۔ سو اگر اس کی نیکیاں اس کے ذمہ لوگوں پر کیے ہوئے ظلموں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے (اسی طرح مظلوموں میں تقسیم ہوتے ہوتے) ختم ہو گئیں تو ان مظلوموں کے گناہ (ان کے نامۂ اعمال سے) اٹھا کر اس پر ڈال دیے جائیں گے۔ پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

[15] - مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨١

کتنا مہنگا اور حماقت بھرا سودا ہے گالیاں دینے والے کا! آج گالیاں دے رہا ہے اس بنیاد پر کہ کل قیامت کے دن (جب ایک ایک نیکی کی بنیاد پر لوگوں کے جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ ہو رہا ہو گا) اس کی نیکیاں گالیاں برداشت کرنے والے کو دے دی جائیں اور اس کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں۔ ہرگز نہیں! کوئی عقل مند اس طرح کا سراسر خسارے پر مبنی سودا کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس لیے رک جائیے! گالیاں دینے، بدزبانی کرنے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے توبہ کر لیجیے۔ جن کو گالیاں دی ہیں ان سے اپنی زیادتی معاف کروانے کی سبیل نکالیے، کیوں کہ آج معاف کروالینا روز قیامت حساب دینے سے نسبتاً بہت آسان ہے۔

گالی کا ردِ عمل قرآنی آیات کی روشنی میں:

کوئی شخص کسی پر ظلم و زیادتی کرے یا گالی دے تو ردِ عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۰ ۰ وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا١ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ١ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۰ ۰ ۰ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍؕ ۰ ۰ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ١ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۰ ۰ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [16]

”اور وہ لوگ کہ جب ان پر زیادتی واقع ہوتی ہے وہ بدلہ لیتے ہیں۔ اور کسی برائی کا بدلہ اس کی مثل ایک برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ اور بے شک جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے لے تو یہ وہ لوگ ہیں جن پر کوئی راستہ نہیں۔ راستہ تو انھی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں حق کے بغیر سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور بلاشبہ جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بے شک یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں سے ہے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[16] - الشوریٰ : ۳۹ تا ۴۳

﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾[17]

"حرمت والا مہینا حرمت والے مہینے کے بدلے ہے اور سب حرمتیں ایک دوسری کا بدلہ ہیں۔ پس جو تم پر زیادتی کرے سو تم اس پر زیادتی کرو، اس کی مثل جو اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اور فرمایا:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۰ ۰ وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۰ ۰ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴾[18]

"اس طریقے سے برائی کو ہٹا جو سب سے اچھا ہو، ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں۔ اور تو کہہ اے میرے رب! میں شیطانوں کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے رب! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آموجود ہوں۔"

نیز فرمایا:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۰ ۰ وَ مَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۰ ۰ وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾[19]

"(برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہو گا جیسے وہ دلی دوست ہے۔ اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کریں اور یہ نہیں دی جاتی مگر اسی کو جو بہت بڑے نصیب والا ہے۔ اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ تجھے ابھار ہی دے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

مذکورہ بالا آیات مبارکہ پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے:

- ہر قسم کی زیادتی بشمول گالی وغیرہ کا بدلہ لینا جائز ہے۔

---

[17] - البقرة: ١٩٤

[18] - المؤمنون: ٩٦ تا ٩٨

[19] - حٰمٓ السجدة: ٣٤ تا ٣٦

گالی گلوچ کا رویہ اور اس کا تدارک سیرت طیبہ کی روشنی میں

- بدلہ برابری کی صورت میں ہونا چاہیے۔ زیادتی کرنا کسی صورت روا نہیں ہے۔
- در گزر کرنا اور اصلاح کرنا افضل ہے اور ایسا کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے قطعاً محبت نہیں کرتا۔
- اپنے اوپر واقع ہونے والے ظلم و زیادتی کا برابر بدلہ لینے والے پر کوئی عار، ملامت یا گناہ نہیں ہے۔
- لوگوں پر ظلم و زیادتی اور ناحق سرکشی کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔
- صبر کرنا اور معاف کر دینا بہرحال بڑی ہمت کا کام ہے۔
- ہمیشہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے اور یہ یقین پختہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔
- اپنے اوپر واقع ہونے والے ظلم یا زیادتی کو ایسے طریقے سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو سب سے اچھا ہو۔
- شیطان کی اکساہٹوں اور وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔
- نیکی اور برائی کبھی برابر نہیں ہو سکتی، اس لیے برائی کو احسن طریقے سے دور کرنا چاہیے۔
- برائی کو احسن طریقے سے ہٹانے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کے بدترین دشمن کو بھی آپ کا دلی دوست بنا دے گا۔
- برائی کو احسن طریقے سے دور کرنے کا ملکہ اور حوصلہ صرف اور صرف ان لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے جو صبر کرنے والے اور بڑے نصیب والے ہوں۔
- شیطان کی طرف سے آنے والی اکساہٹ اور غصہ کی رو میں بہنے کے بجائے فوراً اللہ کی پناہ میں آ جانا ہی بچنے کا بہترین راستہ ہے۔

گالی کے جواب میں گالی نہ دینا:

سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنِ امْرُؤٌ شَتَمَکَ وَعَيَّرَکَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْکَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِکَ عَلَيْهِ)) [20]

"اگر کوئی شخص تمھیں برا بھلا کہے (گالی گلوچ کرے) اور تجھے اس بات پر عار دلائے جو وہ تیرے بارے میں جانتا ہے، تو تم اسے اس کے اس عیب پر جو تم اس کے بارے میں جانتے ہو عار نہ دلائو، یقیناً اس کا وبال اسی پر ہے۔"

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! میری قوم کا کوئی آدمی مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے کم تر ہے، تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس سے (جواب میں گالیاں دے کر) بدلہ لوں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاذَيَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ)) [21]

"دو باہم گالیاں دینے والے دو شیطان ہیں، جو ایک دوسرے سے فضول باتیں کہہ رہے ہیں اور ایک دوسرے پر جھوٹ بول رہے ہیں۔"

گالی کے جواب میں خاموش رہنے والے کی فرشتے کے ساتھ مدد:

گالی کے جواب میں گالی دینے کے بجائے خاموش رہنا اس قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ وہ ایسے شخص کی مدد کے لیے آسمان سے فرشتہ نازل کر دیتا ہے۔ لیکن اگر گالی کا بدلہ آدمی خود لینے لگے تو اس مدد سے محروم ہو جاتا ہے اور ان کے درمیان شیطان آجاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک آدمی سے متعلق جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا، فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور تکلیف پہنچائی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں

---

[20] - أبوداؤد، كتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار: ۴۰۸۴۔ ترمذي: ۲۷۲۲

[21] - مسند أحمد: ۴/۱۶۲، ح: ۱۷۴۹۵۔ صحيح ابن حبان: ۱۳/۳۵، ح: ۵۷۲۷۔ صحيح الترغيب و الترهيب: ۳/۳۶، ح: ۲۷۸۱

خاموش رہے۔ اس نے دوسری مرتبہ پھر (گالیاں دیتے ہوئے) اذیت پہنچائی تو آپ رضی اللہ عنہ چپ رہے، پھر اس نے تیسری مرتبہ انھیں تکلیف دی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بدلہ میں کچھ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے: "اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھ پر ناراض ہو گئے؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَزَلَ مَلَکٌ مِّنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَکَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ)) [22]

"آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کو اس کی ان باتوں پر جو اس نے تیرے بارے میں کہی تھیں جھٹلا رہا تھا، پھر جب تم نے خود بدلہ لیا تو شیطان آ گیا اور جب شیطان آ گیا تو میں (اس جگہ اس کے ساتھ) بیٹھنے والا نہیں ہوں۔"

گالی کا جواب گالی سے دینے کا جواز اور گالی میں پہل کرنے کی وعید:

اگر کوئی شخص ظالم کی گالی کا جواب اس طرح دے کہ نہ زیادتی کرے، یعنی گالی کے بدلے میں اتنی گالی دے جتنی اسے دی گئی ہے، اور نہ ہی ایسی بات کرے جس میں جھوٹ کی آمیزش ہو تو جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسی صورت میں دونوں کا گناہ گالی میں پہل کرنے والے کی گردن پر ہو گا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالاَ، فَعَلَى الْبَادِئِ مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ)) [23]

"ایک دوسرے کو گالی دینے والے شخص جو کچھ کہیں، تو (ان کا گناہ) پہل کرنے والے پر ہے، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔"

معبودانِ باطلہ کو گالی دینا:

---

[22] - أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في الانتصار : ۴۸۹۶۔ السلسلة الصحيحة : ۲۳۷۶

[23] - مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن السباب : ۶۷۵۶

اسلام مکارم اخلاق کا درس دیتا ہے اور اپنے پیروکاروں سے اعلیٰ اخلاق وعادات اپنانے کا تقاضا کرتا ہے۔ مشرکین اللہ تعالیٰ کے علاوہ مقدس ہستیوں، پتھروں، درختوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے جن کی حقیقت کچھ بھی نہ تھی۔ ممکن تھا کہ کوئی مسلمان عقیدۂ توحید سمجھاتے ہوئے جذباتی ہو کر ان کے جھوٹے خدائوں کو سب وشتم کا نشانہ بناتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر یہ دروازہ بند کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ١ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ١۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[24]

”اور انھیں گالی نہ دو جنھیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، پس وہ زیادتی کرتے ہوئے کچھ جانے بغیر اللہ کو گالی دیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر امت کے لیے ان کا عمل مزین کر دیا ہے، پھر ان کے رب ہی کی طرف ان کا لوٹنا ہے تو وہ انھیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔“

والدین کو گالی دینا:

والدین کا اولاد کے ذمے حق ہے کہ اولاد ان کا ادب واحترام کرے، ان کی اطاعت کرے اور ان کے سامنے تواضع اختیار کرے، یہاں تک کہ والدین کے سامنے ”اُف“ تک کہنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ والدین کی تکریم وتعظیم میں یہ بھی شامل ہے کہ اولاد نہ تو انھیں خود گالی دے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے جو انھیں گالی دیے جانے کا سبب بنے۔ ایسا عمل جو والدین کو گالی دلانے کا سبب بنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَہَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ، يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)) [25]

---

[24] - الأنعام: ١٠٨

[25] - مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر و أكبرها: ٩٠ـبخاري: ٥٩٧٣

''آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''صحابہ نے عرض کیا:''اے اللہ کے رسول! کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟'' آپ نے فرمایا:''ہاں! وہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ آدمی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

فوت شدگان کو گالی دینا:

زندوں کی طرح فوت شدگان کو، اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، گالی دینا حرام ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لاَ تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا)) [26]

''فوت شدگان کو گالی مت دو، کیونکہ وہ یقینی طور پر اس چیز کی طرف پہنچ چکے جو انھوں نے آگے بھیجی۔''

مطلب یہ کہ فوت ہونے کے بعد انھیں گالی دینے کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ وہ اپنے عملوں کا بدلہ لینے کے لیے اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ دوسرا یہ کہ فوت شدگان کو گالی دینا ان کے زندہ لواحقین کی اذیت کا سبب بنتا ہے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوْا بِهِ الْأَحْيَاءَ))[27]

''مردوں کو گالی نہ دو، کیونکہ ایسا کرنے سے تم زندوں کو تکلیف پہنچاؤ گے۔''

زمانے کو گالی دینا:

بہت سے لوگ زمانے کو برا بھلا کہتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) [28]

---

[26] - بخاري،كتاب الجنائز، باب ما ينهى من سب الأموات : ١٣٩٣

[27] - [ترمذي، كتاب البر والصلة،باب الشتم : ١٩٨٢ـ السلسلة الصحيحة : ٢٣٩٧

[28] - مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب وغيرها، باب النهي عن سب الدهر : ٥، ٢٢٤٦

"زمانے کو گالی مت دو، کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کامالک) ہے۔"

دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلاَ تَقُوْلُوْا خَيْبَةَ الدَّہْرِ، فَإِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الدَّہْرُ)) [29]

"تم یہ مت کہو کہ ہائے زمانے کی نامرادی! کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی زمانے (کامختار) ہے۔"

زمانے کو گالی دینایا برا بھلا کہنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّہْرَ وَأَنَا الدَّہْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّہَارَ)) [30]

"اللہ عزوجل نے فرمایا:"آدم کا بیٹا مجھے ایذا پہنچاتا ہے،(اس طرح کہ)وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں سارے اختیارات ہیں، میں رات اور دن کو بدلتا ہوں۔"

ہوا کو گالی دینا:

بعض لوگ آندھی وطوفان کے آنے پر یا تیز ہوا کی وجہ سے کوئی نقصان ہونے پر اپنی عادت سے مجبور ہو کر ہوا کو گالی دے دیتے ہیں۔ معلم اخلاق، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ تَسُبُّوا الرِّيْحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَہُوْنَ، فَقُوْلُوا اللّٰہُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ ہٰذِہِ الرِّيْحِ، وَخَيْرِ مَا فِيْہَا، وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِہِ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ہٰذِہِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَا فِيْہَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِہِ)) [31]

---

[29] - بخاري،كتاب الأدب،باب لا تسبوا الدهر : ٦١٨٢- مسلم : ٤، ٢٢٤٦

[30] - بخاري،كتاب التفسير، باب : {وما يهلكنا إلا الدهر} : ٤٨٢٦- مسلم : ٢، ٢٢٤٦

[31] - ترمذي،كتاب الفتن، باب النهي عن سب الرياح : ٢٢٥٢- السلسلة الصحيحة : ٢٧٥٦

”ہوا کو گالی مت دو، پھر جب تم (ہوا کی وجہ سے ایسا منظر) دیکھو جسے تم ناپسند کرتے ہو تو (گالی دینے کے بجائے) کہو:
”اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس کی برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔“

دراصل ہوا اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک انتہائی مضبوط لشکر ہے، جو اللہ کے بندوں کے لیے سراسر رحمت ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ، فَإِنَّهَا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ تَأْتِيْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلٰكِنْ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا)) [32]

”ہوا کو گالی نہ دو، کیونکہ یقیناوہ اللہ کی رحمت سے ہے۔ وہ (اللہ کے بندوں کے لیے) رحمت اور (اللہ کے دشمنوں کے لیے) عذاب لاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی طلب کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔“

بیماری کو گالی دینا:

بیماری فی نفسہ اگرچہ ایک تکلیف دہ امر ہے، لیکن ایک مسلمان کے حق میں بہر حال درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ، إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا))[33]

”کوئی مسلمان نہیں جسے کوئی تکلیف پہنچے، مرض ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور تکلیف مگر اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کی برائیاں (گناہ) جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔“

---

[32] - ابن ماجه،كتاب الأدب، باب النهي عن سب الريح : ٣٧٢٧

[33] - مسلم كتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما... : ٢٥٧١ ـ بخاري : ٥٦٦٠

یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار وغیرہ کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ جابر بن عبد اللہ w بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام السائب یا ام المسیب رضی اللہ عنہا کی عیادت کو تشریف لائے تو فرمایا: ''تجھے کیا ہے اے ام السائب یا ام المسیب! کہ تم کانپ رہی ہو؟'' وہ کہنے لگی: ''بخار ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))[34]

''بخار کو گالی مت دو، کیونکہ یہ بنی آدم کی غلطیاں یقینی طور پر اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کا میل کچیل دور کر دیتی ہے''

ماتحتوں کو گالی دینا:

عام طور پر ماتحتوں کو گالی دینا کچھ عیب تصور نہیں کیا جاتا، ان کو گالی دے کر پکارنا تو گویا ایک معمول بن گیا ہے۔ کسی بھی فیکٹری، ہوٹل یا ورکشاپ میں اس کا عملی مظاہرہ بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ رویہ کسی صورت بھی اسلامی مزاج کے ساتھ میل نہیں کھاتا۔ اسلامی مزاج ماتحتوں کے ساتھ کس قسم کا رویہ برتنے کی تعلیم دیتا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ معروف تابعی معرور بن سوید a بیان کرتے ہیں: ''میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان پر ایک حلہ (کپڑوں کا جوڑا) تھا اور ان کے غلام پر بھی (اسی طرح کا) ایک حلہ تھا۔ ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''میری ایک آدمی سے گالم گلوچ ہو گئی تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکایت کر دی۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم نے اسے اس کی ماں کے حوالے سے عار دلائی ہے؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ))[35]

---

[34] - مسلم، كتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصبه من مرض... : ٢٥٧٥

[35] - بخاري، كتاب العتق، باب قول النبي ﷺ العبيد إخوانكم فأطعموهم مما تأكلون : ٢٥٤٥ـ مسلم : ١٦٦١

''یقینا تمھارے بھائی تمھارے خدمت گزار غلام ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو وہ اسے اس سے کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اس کو اس کپڑے سے پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو ان پر دشوار ہو جائے اور اگر ان پر ایسا بوجھ ڈالو جو ان پر مشکل ہو تو پھر ان کی خود مدد کرو۔''

سنن ابو دائود میں اسی حدیث کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ فَضَّلَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، فَمَنْ لَّمْ يُلَائِمْكُمْ فَبِيْعُوْهُ وَلَا تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ)) [36]

''یقینا یہ تمھارے بھائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر فضیلت وبرتری عطا فرمادی ہے، پس جس کے ساتھ تمھاری طبیعت نہ ملے تو (گالی گلوچ کرنے اور مارنے پیٹنے کے بجائے) اسے بیچ دو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔''

کسی کو خبیث کہنا:

بہت سے لوگ جو بزعم خود گالی سے بچتے ہیں دوسرے کو خبیث کہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ مدارس ومساجد کے بعض اساتذہ بھی اپنے شدید غصے کا اظہار شاگردوں کو خبیث کہہ کر کرتے ہیں اور اس میں کوئی گناہ نہیں سمجھتے، جبکہ یہ لفظ اس قدر ناپسندیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوسروں کے لیے تو درکنار اپنی ذات کے لیے بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ))[37]

''تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے، لیکن (اگر طبیعت کی گرانی بتانا ہی ہو تو) کہے کہ میری طبیعت خراب ہے۔''

---

[36] - أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في حق المملوك : ٥١٥٧۔ السلسلة الصحيحة : ٢، ٢٣٨، ٧٣٩

[37] - بخاري، كتاب الأدب، باب لا يقل خبثت نفسي : ٦١٧٩۔ مسلم : ٢٢٥٠

نتائج:

ا۔زبان کو صرف مثبت ترسیلی امور کے لیے استعمال میں لانے پر بہت سی پیچیدگیوں سے بچا جاسکتا ہے۔

۲۔زبان دل و دماغ کی عکاس ہوتی ہے جب بھی انسان کچھ بولتا ہے تو اس کا باطن خارج کی سطح پر آجاتا ہے۔

۳۔زبان کو کمزوروں یا ماتحتوں برتری ثابت کرنے کے لیے استعمال کرنے کی بجائے ہمدردی جتانے کے لیے استعمال کیا جانا ہی پرامن معاشرے کا ضامن ہے۔

۳۔زبان کو قابو میں رکھنے اور دوسروں کو اس کے شر سے بچانے کے لیے آخرت کی سزا کو ہمہ وقت ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

۴۔گالی گلوچ سے بچنے کے لیے آپ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

۵۔مہذب انسان بننے کے لیے صرف دنیاوی تعلیم ہی نہیں بلکہ دینی تعلیم بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ انسان معاشرے میں دشمن بننے یا اپنے دشمن پیدا کرنے کی بجائے مصلح، محب اور محبوب بن سکے۔

سفارشات:

ا۔بچوں کی تربیت کے لیے سیمینار کروائے جائیں، جس میں بچوں اور والدین دونوں کو مدعو کیا جائے۔

۲۔اعلیٰ سطح پر اخلاقی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔بنیادی اخلاقی باتوں کو نظری دائرہ کار سے نکال کر عملی جامہ پہنایا جائے۔

۳۔ملکی سطح پر چینلز اور دیگر ایسے ذرائع سے فحش اور غلیظ زبان کے حامل مواد کا انخلا کیا جائے اور شستہ و شائستہ زبان بولنے کی لازمی پابندی کروائی جائے۔

۴۔تاجر حضرات، اعلیٰ عہدے داران اور مل مالکان کو ماتحتوں اور مزدوروں کے ساتھ شائستہ زبان اور رویہ استعمال کرنے کا پابند کیا جائے۔

۵۔ اخلاقیات کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے دوٹوک قانون بنانے اور اس پر شفاف عمل کی سفارش کی جاتی ہے۔